باسمه سبحانه

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني سبحان الله وما انا من المشركين

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرا پیرو دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

(ترجمہ فرمان)

کتاب مستطاب

اصول الشريعه في عقائد الشيعه

از قلم حقیقت رقم

سرکار محسن المتقین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

ناشر مکتبہ السبطین 296/9 بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

باسمہ سبحانہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں، میں اور میرا پیرو دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے، پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں

(ترجمہ فرمان علی)

کتابِ مستطاب

اصولُ الشریعۃ

فی

عقائدِ الشیعۃ

SIBTAIN.COM

از قلم حقیقت رقم

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ آیۃ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی علی رؤس المؤمنین

ناشر

مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۹ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

باسمہٖ سبحانہٗ

"والدہ مرحومہ کے نام"

اگر سیاہ دلم، داغ لالہ زار توام
وگر کشادہ جبینم، گل بہار توام

چونکہ والد مرحوم و مغفور کا سایہ عاطفت صغر سنی میں سر سے اٹھ گیا تھا۔ لہٰذا میں بفضلہٖ تعالیٰ شیدائی سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام والدۂ مرحومہ کے ہی حسن تربیت سے اس قابل ہوا کہ آج اپنی بساط و استطاعت کے مطابق کچھ خدمت دین مبین کر رہا ہوں۔ اس لئے میں اپنی اس ناچیز کتاب کو ان کے نام کے ساتھ معنون کرکے اس حقیر دینی خدمت کا ثواب بطفیل سرکار ولی عصر و امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ ان کی تربت پر تحفتاً ہدیہ کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپکا
احقر محمد حسین نجفی عفی عنہ سرگودھا
ستمبر ۱۹۹۱ء

کتابت	سید [illegible]
طباعت	شانی پریس سرگودھا
قیمت	۱۵۰/ روپے
بار	چہارم

اگست ۲۰۰۰ء

جنگ زرگری کو دین و مذہب سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اپنے ذاتی مفاد کے سوا قوم و ملت سے کوئی ہمدردی ہے۔ مگر ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ان اوچھے ہتھیاروں سے اپنے وقار کی گرتی ہوئی دیوار کو زیادہ دیر تک سہارا نہیں دے سکتے۔ اب قوم بیدار ہو چکی ہے اور ان کا یوم الحساب قریب آگیا ہے۔ اب ان کے قصر عظمت و کبریائی کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اور ان کی مذہبیت اور اخلاق بے نقاب ہو چکے ہیں۔ قوم ان سے متنفر ہے اور ان کے کردار سے بیزار ہو رہی ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو رہی ہے کہ اب تک اس نے منبر و محراب ان کے حوالے کر کے کھویا کیا ہے اور پایا کیا ہے۔ قوم اب اس نتیجہ پر پہنچ رہی ہے کہ چالیس پچاس سال ہو گئے یہ سب لوگ جنہیں سونے کی چڑیا سمجھ کر دونوں ہاتھوں سے نوچ رہے ہیں۔ مگر اس پورے عرصہ دراز میں انہوں نے ہمارے مستقبل کو تابناک و درخشاں بنانے کے لئے کوئی دینی مدرسہ کھولا ہو یا کہیں کوئی پیش نماز وغیرہ مہیا کیا ہو، کوئی واعظ پیدا کیا ہو۔ اور جب تقسیم ملک کے بعد ہمارے مخلص علمائے دینی مدارس کھولے جن کی بدولت آج نہ مدرسین کی کوئی کمی ہے نہ مبلغین کی اور نہ پیش نمازوں کی۔ تو ان لوگوں نے بجائے حوصلہ افزائی کے الٹا ان کے خلاف تقریر و تحریر میں محاذ قائم کر دیا۔ "ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون"

SIBTAIN.COM

تشدد و فتنہ انگیزی علمی شکست خوردگی کی دلیل ہے

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے کہ اسلام "امن و سلامتی" کا مذہب ہے اس کے اندر شر انگیزی، فتنہ خیزی اور مذہب کے نام پر خون ریزی کرنے کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ وہ اس غلط جذبہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ بلکہ وہ "الفتنۃ اشد من القتل" کہہ کر اس فساد کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کے نام پر ظلم و ستم کرنے اور فتنہ و فساد پھیلانے والے یا خود لا مذہب ہوتے ہیں۔ ان میں مذہب کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یا پھر مذہبی حقائق و معارف سے یکسر جاہل ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ تشدد زیادہ تر وہی لوگ کرتے ہیں جن کے علمی ترکش میں کوئی تیر نہیں ہوتا۔ اور وہ علمی سطح پر گفتگو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ قرآن ایسے عبرتناک واقعات سے بھرا پڑا ہے مثلاً جب حضرت نوحؑ شب و روز تبلیغ کر کے نہایت بے غرضی و بے لوثی سے قوم کو دعوت الی الحق دیتے ہیں۔ اور دلائل سے ان کے غلط نظریات کا تار و پود بکھیر دیتے تو قوم جب علمی میدان میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو تشدد پر اتر آتی ہے اور کہتی ہے لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین (پ ۱۹ س شعراء ع ۱) "اے نوح! اگر آپ ان باتوں سے باز نہ آئے تو آپ کو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا" اسی طرح جب جناب خلیل خدا نے ہمدردی خلائق کے نیک جذبہ سے سرشار ہو کر بڑے احسن انداز میں قوم کو ان کے عقیدہ و عمل کی غلطی پر ٹوکا اور دلیل و برہان سے خدا کے سچے راستہ کی طرف بلایا تو جاہل قوم نے وہی جواب دیا جو [illegible]

کر دیا گیا تھا یعنی یہ کہا لئن لم تنتہ لارجمنک (پ ۱۶ س مریم ع ۳) اگر آپ اس عقیدہ و تبلیغ سے باز نہ آئے تو آپ کو سنگسار کر دیا جائے گا۔

اسی طرح جب جناب لوطؑ نے اپنی قوم کو چاہ ضلالت سے نکالنے کے لئے عملی جدوجہد شروع کی اور دلیل کی زبان میں ان سے بات کرنا چاہی تو قوم نے ان کو ملک بدر کرنے کی دھمکی دی۔ اخرجوھم من قریتکم (پ ۸ س اعراف ع ۱۰) ان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ اور وہ بار بار حملہ کرنے پر آمادہ رہے اور ان کو ڈراتے دھمکاتے بھی رہے تاکہ کسی طرح وہ اپنے مشن سے دست بردار ہو جائیں۔

جب جناب شعیبؑ نے قوم کو صحیح راستہ کی تبلیغ شروع کی تو ان کے مخالفین نے بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا۔ لنخرجنک یٰشعیب والذین اٰمنوا معک من قریتنا (پ ۹ س الاعراف ع ۱) ”اے شعیبؑ! اس عقیدہ اور اس کی نشر و اشاعت سے باز آجاؤ ورنہ ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے نکال دیں گے۔“

پھر حضرت موسیٰؑ اور ان کے متبعین سے بھی وہی متشددانہ سلوک کیا گیا جو ان سے پہلے انبیاءؑ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ فرعون نے جناب موسیٰؑ کو دھمکی دی لئن اتخذت الٰھا غیری لاجعلنک من المسجونین (پ ۱۹ س شعراء ع ۲) ”اگر میرے سوا کسی اور کو خدا مانا تو میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔“ اسی طرح اپنے کارپردازوں کو حکم دیا اقتلوا ابناء الذین اٰمنوا معہ واستحیوا نساءھم (پ ۲۴ س مومن ع ۳) ”جو لوگ موسیٰؑ پر ایمان لائے ہیں۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دو۔ اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو۔“

پھر دیکھئے جناب عیسیٰؑ کو اسی تبلیغ حق کے جرم میں کیسے کیسے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اور جناب خاتم الانبیاءؐ پر مصائب و شدائد کے وہ کوہ گراں گرائے گئے اور وہ وہ مظالم ڈھائے گئے کہ جن کے تصور سے ہی انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے خود آنحضرتؐ کا ارشاد ہے ما اوذی نبی کما اوذیت ”جس قدر راہ حق میں مجھے روحانی و جسمانی اذیت اور تکلیف دی گئی ہے اتنی کسی بھی نبی کو نہیں دی گئی۔“ اور پھر آنحضرتؐ کی عترت اطہارؑ پر تو اقامہ دین اور احقاق حق و ابطال باطل کے جرم میں اس قدر مظالم ڈھائے گئے کہ ظلم و ستم کا خاتمہ ہی ہو گیا۔ یہ سب کچھ ہمیشہ برپا ہوتا رہا۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ کیا ظلم و ستم کرنے والے کبھی پاسداران دین کے پائے ثبات میں لغزش واقع کرنے میں کامیاب ہو سکے؟ کیا ان کو اپنے صحیح مشن سے دست بردار کر سکے؟ کیا ان کی مقدس گردنوں کو باطل کے سامنے خم کر سکے؟ نہیں اور ہرگز نہیں تاریخ کے صفحات گواہ ہیں۔ کہ ان بزرگواروں نے ہمیشہ باوجود فضا کے ناموافق ہونے کے چراغ ہدایت برابر روشن رکھے اور جب کبھی حالات نے بہت ہی نازک صورت اختیار کر لی۔ تو اپنی مقدس گردنیں کٹوا لیں اور نوک سناں پر چڑھوا لیں مگر ان کو باطل کے سامنے جھکانا یا باطل کی ہاں میں ہاں ملانا گوارا نہ کیا۔ ولنا فی الانبیاء والائمۃ اسوۃ حسنۃ ؎

کب دبدبۂ جبر سے دبتے ہیں کہ جن کے   ایمان و یقیں دل میں سمٹے رہتے ہیں تنویر

جوابی کتب کا غیر متناہی سلسلہ

جب سے ان حضرات نے اختلاف و افتراق کا یہ موجودہ قبیح سلسلہ شروع کیا ہے ہم نے ہر سطح پر واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ اگر اس فتنہ سامانی اور خلفشار کرانے سے ان حضرات کے کچھ ذاتی اغراض و مفادات وابستہ نہیں ہیں تو پھر دو باتوں میں سے ایک قبول کریں۔

(۱) باہم بیٹھ کر علمی سطح پر گفتگو کرکے کوئی صحیح حل تلاش کریں۔

(۲) یا اپنے دینی و ملی مرکز نجف اشرف کے مجتہد اعلم کی طرف رجوع کریں۔ پھر پوری قوم ان کے مدلل و محکم فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔ نہ صرف ہم بلکہ کئی پوری قوم وقت اس سلسلہ میں مخلصانہ کوششیں کر کرکے تھک گئے ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں "ان کی ایک خاموشی ہے ان سب کے جواب میں"

اس سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ فساد ہے۔ قوم کا سنجیدہ طبقہ ان کی اس روش و رفتار سے بیزار ہی ہے اور حیران و پریشان بھی اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ

ما مریدان رو بسوئے قبلہ چوں آریم چوں — رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

ان حضرات کی روش سے کچھ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں فی زمانہ دین کی خدمت "اصول الشریعہ کی جواب نویسی" ہی میں منحصر ہے۔ و بس

لکھنے والوں کے انواع و اقسام

اہل دانش و بینش جانتے ہیں کہ لکھنے والوں کی متعدد قسمیں ہیں۔ کچھ رضائے خدا و رسول کی خاطر قلم اٹھاتے ہیں، کچھ قوم و ملت کی خدمت کے لئے دست و قلم کو جنبش دیتے ہیں۔ اور کچھ دین و مذہب کی حمایت کے صالح جذبہ سے سرشار ہو کر میدان تحریر میں قدم رکھتے ہیں۔ اہل قلم کے انہی اقسام میں سے ایک قسم ان لکھنے والوں کی بھی ہے جو محض اس لئے قلم اٹھاتے ہیں کہ اس سے دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ بھی موجود ہیں۔ اس لئے وہ اپنی ذات کی معرفی کرانے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے علماء و فضلاء کے کلام پر غلط سلط تنقید کرکے اپنی اس خواہش کی تکمیل کرتے ہیں۔ مشہور ہے کہ ایک مشہور شاعر کا بیٹا بدقسمتی سے نالائق نکلا جس کا اس کے عظیم والد کو بڑا صدمہ تھا۔ اور ہر وقت اپنے اس نالائق فرزند کو شہرت کے بام عروج پر پہنچانے کی فکر و تدبیر میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا۔ بالآخر بہت غور و فکر کے بعد اسے ایک تدبیر سوجھی۔ بیٹے کو بلا کر کہا کہ میری وفات کے بعد بڑے مسلم الثبوت اساتذۂ فن شعراء کے کلام کو سامنے رکھ کر ان پر غلط سلط تنقید کر دیا کرنا۔ اس سے سادہ لوح عوام پر تمہاری قابلیت کی دھاک بیٹھ جائے گی اور وہ یہی سمجھیں گے کہ اگر یہ بہت بڑا شاعر نہ ہوتا تو اتنے بڑے جلیل القدر شعراء کے کلام پر تنقید کیوں کرتا؟ بنا بریں بہت سے لکھنے والے محض اس نظریہ کے تحت قلم بکف ہو کر اپنے نامۂ اعمال کی طرح کاغذ سیاہ کرتے ہیں اور علماء اعلام کے منہ لگتے ہیں کہ اس طرح ان کو سستی شہرت حاصل ہو جائے۔ اور عام لوگ ان کو بھی عالم و فاضل سمجھیں گے کہ جنہوں نے "اصول الشریعہ" کے خلاف